بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپریل ۱۹۹۳ء کے پہلے ہفتے میں ترکی کے مرحوم صدر تُرگت اوزال نے ازبکستان کا سرکاری دورہ کیا۔ سابق سوویت یونین کے خاتمے اور وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں کی آزادی کے بعد یہ اُن کا دوسرا دورہ تھا۔ ترکی اور ازبکستان کے درمیان برادرانہ خوشگوار تعلقات پر دونوں ریاستوں کے سربراہوں نے مسّرت کا اظہار کیا اور مشترکہ کانفرنس میں مرحوم اوزال اور ازبکستان کے صدر اسلام کریموف نے باہمی دلچسپی کے اُمور پر گفتگو کی۔ جناب اسلام کریموف نے کہا کہ "دونوں ریاستوں کی اصل ایک ہے، زبان ایک ہے اور دونوں اسلامی بنیاد پرستی کو برداشت نہیں کرتیں۔"

سابق سوویت یونین کے خاتمے کے بعد مغربی حلقوں میں اس خدشے کا اظہار کیا جانے لگا تھا کہ وسطی ایشیا کی یہ نوآزاد مسلم ریاستیں "اسلامی بنیاد پرستی" کا مرکز بن جائیں گی۔ اولاً اشتراکی آئیڈیالوجی مسلمانوں کے دل و دماغ سے دینی اثرات کو مکمل طور پر کھرچنے میں ناکام رہی ہے۔ ثانیاً وسطی ایشیا کے قریب ایران "اسلامی بنیاد پرستی" کا مرکز ہے جو اپنا انقلاب برآمد کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ ثالثاً جہادِ افغانستان نے نہ صرف سابق سوویت رہنماؤں کے آمرانہ فیصلوں کو غلط ثابت کیا بلکہ ان ریاستوں کے مسلمان عوام پر واضح کیا ہے کہ غریب ترین قوم دنیا کی ایک "سُپر طاقت" کے خلاف برسرِ پیکار رہی اور صرف اس لیے کامیاب ہو سکی کہ اُس کا اپنے دین اور شناخت سے گہرا ربط قائم تھا۔

"احیائے اسلام" کی تحریکوں سے غیر ضروری طور پر خائف مغربی پریس وسطی ایشیا کی نوآزاد ریاستوں کے لیے ترکی کے لبرل۔ سیکولر نظامِ سیاست و معیشت کو بطور ماڈل پیش کرتا رہا ہے، جو ان ریاستوں کے رہنماؤں کے لیے اپنے اندر اپیل بھی رکھتا ہے۔ مذکورہ بالا پریس کانفرنس جس میں جناب اسلام کریموف نے ترکی اور اپنے ملک کے مشترک ورثے اور یکساں روّیے کا اظہار کیا، اس میں مرحوم تُرگت اوزال نے کسی کا نام لیے بغیر کہا کہ "بعض لوگ وسطی ایشیا اور قفقاز کے ساتھ ترکی کے تعلقات کے مخالف ہیں مگر ان تعلقات کو مضبوط ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔"

مذکورہ بالا پریس کانفرنس میں جب اسلام کریموف "اسلامی بنیاد پرستی" کے خلاف ترکی کے نقشِ قدم پر چلنے کی بات کر رہے تھے، حزبِ نہضت اسلامی کے رہنما عبداللہ حاجی عطااوگلے کو گرفتار ہوئے چار ماہ گزر چکے تھے۔ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں؟ کچھ معلوم نہیں۔ کاش سیکولر۔ لبرل نظامِ سیاست کے داعی، جو عوام کی حاکمیّت کا اصول بیان کرتے نہیں تھکتے، اختلافِ رائے کی بنیادی قدر کی پاسداری کر سکیں، دوسروں کو اپنے نقطۂ نظر کے اظہار کی اجازت دے سکیں اور اگر عوام کی اکثریت اسلامی نظامِ حیات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی خواہش مند ہے تو اُن کی خواہش کا احترام ہو سکے۔